چند بزرگ اہل علم کا سانحہ وفات

[۲۰ ستمبر کو الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں منعقدہ تعزیتی نشست
میں 'الشریعہ' کے رئیس التحریر مولانا زاہد الراشدی کی گفتگو]

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

حدیث مبارک میں ہے کہ اذکروا موتاکم بالخیر، جانے والوں کا اچھے انداز میں تذکرہ کیا کرو۔ قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ بزرگوں، انبیاے کرام اور نیک لوگوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ اس تذکرہ سے مقصود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حوصلہ دلانا، تسلی دینا اور شاہراہ حیات میں رہنمائی کرنا ہے۔ گویا نیک لوگوں کا تذکرہ کرنے سے انسان کو تسکین، حوصلہ اور رہنمائی ملتی ہے، اسی لیے ہم اپنے بزرگوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ہمارے تین بزرگ اور جید علماے کرام دار فانی سے دار بقا کی طرف رخصت ہو گئے۔ ان میں سے ایک پلندری (کشمیر) کے بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف خانؒ، دوسرے حضرت مولانا قاضی عبداللطیفؒ آف کلاچی اور تیسرے وانا کی بزرگ شخصیت حضرت مولانا نور محمدؒ ہیں۔ آج کی نشست میں ان بزرگوں کا مختصر تعارف، ان سے اپنے تعلق کی نوعیت اور ان کی دینی وسیاسی خدمات کا مختصر تذکرہ مقصود ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف خان آف پلندری

مولانا محمد یوسف خانؒ کی ولادت ۲۰۔۱۹۱۹ کی ہے۔ کشمیر کے علاقہ ''منگ'' کے ایک اچھے بااثر خاندان سے تعلق تھا۔ انھوں نے دینی تعلیم حاصل کی اور ۴۱۔۱۹۴۰ میں دار العلوم دیوبند سے دورۂ حدیث کیا۔ حضرت والد صاحبؒ نے بھی اسی زمانے میں دورۂ حدیث کیا تھا۔ آپ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ اس زمانے میں کشمیر پر ڈوگرہ حکمران تھے۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے حق گوئی و بے باکی عطا فرمائی تھی۔ جب آپ دورہ حدیث سے فراغت کے بعد واپس اپنے علاقے میں پہنچے تو اس وقت اہل کشمیر پر بڑی آزمائش کا دور تھا، ڈوگرہ فوج نے لوگوں پر مظالم کی انتہا کر دی تھی۔ مولانا کا جوان خون تھا، نیا نیا علم تھا، اپنے استاد سید حسین احمد مدنیؒ کو تحریکیں چلاتے اور ان کی قیادت کرتے دیکھا تھا۔ اس وقت لوگوں میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل علماء کا بڑا احترام تھا، اس لیے آپ سے عید کی نماز پڑھانے کے لیے کہا گیا۔ آپ نے کھل کر ڈوگرہ فوج کے مظالم کی مخالفت کی جس کی پاداش میں اگلے ہی